واقعۂ معراج
کی چند ایمان افروز باتیں

شیخ الحدیث والتفسیر ابو صالح مفتی محمد قاسم عطاری مد ظلہ العالی

دارُالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
DARUL IFTA AHLESUNNAT

پیش کش: مجلسِ اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

واقعۂ معراج
کی چند ایمان افروز باتیں

شیخ الحدیث والتفسیر ابو صالح مفتی محمد قاسم عطاری مدظلہ العالی

دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
DARUL IFTA AHLESUNNAT

پیش کش: مجلس اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ
1	**واقعہ معراج کی چند ایمان افروز باتیں**	3
2	مسلمانوں کی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی معراج اور شبِ معراج سے محبت	3
3	عشقِ رسول ونسبتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک ایمان افروز واقعہ	4
4	عشقِ رسول ونسبتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دوسری مثال	5
5	قرآن مجید میں معراج کا تذکرہ	6
6	معجزۂ معراج کی حکمتیں	7
7	رضائے مصطفیٰ، مطلوبِ خدا عزوجل و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	8
8	کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا	8
9	قرآنِ مجید اور واقعہ معراج	11
10	"معجزہ" کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصیت	12
11	وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا	15
12	معجزاتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر لکھی جانے والی معروف کُتب	16
13	کیفیتِ معجزہ میں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب انبیاء پر فائق ہیں	17
14	دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مِعراج کے اَحوال	18
15	مختصر انداز میں واقعہ معراج	21
16	"شق الصدر" نور علی نور	23
17	سفر معراج میں امام الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نمازیں	24
18	کائنات کی سب سے بہترین نماز باجماعت	25
19	بیت المقدس میں خطباتِ انبیاء علیہم السلام	26
20	کائنات میں اسرار خداوندی	27
21	مقربینِ بارگاہِ الٰہیہ کے اصولِ فطرت جدا ہیں	28
22	ساتوں آسمانوں سے آگے	28

www.dawateislami.net

23	جنت کی نہریں	29
24	جنت میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے محلات کا معائنہ	30
25	جہنم کا مشاہدہ اور جہنمیوں کے اَحوال	31
26	جہنم کے مشاہدات میں مختلف گناہوں کے سبب مختلف عذاب ہونے کا تذکرہ	31
27	دورانِ معراج انبیائے کرام علیہم السلام سے ہونے والی گفتگو	32
28	ایک دلچسپ نکتہ	33
29	اس کی حکمتوں میں سے دو حکمتیں واضح ہیں	33
30	واقعۂ معراج سے ملنے والے اسباق	34
31	واقعہ معراج میں کئی اسباق ہیں	34

www.dawateislami.net

واقعہ معراج کی چند ایمان افروز باتیں

مسلمانوں کی نبی کریم ﷺ کی معراج اور شبِ معراج سے محبت:

واقعہ مِعراج کا تعلق چونکہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہے اور ہر مسلمان کے دل میں آقا کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت ضرور ہوتی ہے اور اِسی محبت کا تقاضا ہے کہ حضور پُرنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان کی کوئی بھی بات ہو، خواہ دنیا کے کسی خطے میں اور کسی زبان میں اور کسی بھی اچھے انداز میں ہو، مسلمان کا دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔

جیسے ہمارا عام مشاہدہ ہے کہ اپنی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں نعت پڑھی جائے اور ہمیں اتنا علم ہو کہ یہ نعت ہے، تو اگرچہ ہم اس کا معنی نہ بھی سمجھیں، لیکن اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اس پر جھومتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کی بہت واضح مثال قصیدہ بردہ شریف ہے، ہمارے خطے کے لوگ عربی نہیں جانتے، لیکن عوام جب بھی قصیدہ بردہ شریف سنتے ہیں، بہت محبت و تعظیم کا اظہار کرتے ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار یہ ہیں۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا	عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ	وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُه	لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا	وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

یہ جتنے اشعار ہیں، عام طور پر عوام کو اس کا معنی معلوم نہیں ہوتا، فقط "حبیب" یا "شفاعت" کا لفظ سن کر انہیں بس اتنی سمجھ آرہی ہوتی ہے کہ یہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان بیان ہو رہی ہے۔ لوگ اِسی پر عشقِ رسول میں جھومتے ہیں اور اپنے ایمان و محبت میں اضافہ کرتے ہیں۔ ویسے معلومات کے لیے اَشعار کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

میرے مولیٰ! تو ہمیشہ ہمیشہ اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر درود اور سلام بھیج، جو کہ تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ حضرت محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہ جو دونوں جہاں، جن واِنس اور عرب

وعجم کے سردار ہیں۔ یہ وہی محبوبِ کریم ہیں کہ ہولناکیوں کے طوفان میں ہر ہولناکی کے موقع پر جن کی شفاعت سے اُمیدِ نجات رکھی جاتی ہے۔ بے شک آپ کے وُجودِ مسعود سے دنیا وآخرت کا وجود ہے اور لوح وقلم کے جملہ علوم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔

مسلمان کے دل میں ایمان ہے اور ایمان محبتِ رسول کا نام ہے۔ رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت کے بغیر ایمان قطعاً معتبر نہیں۔ سیدِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِين“ ترجمہ: تم میں کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اُسے اُس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔[1]

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ	ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں	ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

مَحبَّت دل کی صِفَت ہے، اس لیے جب کسی سے محبت ہوتی ہے، تو محبوب کے متعلق کوئی بھی اچھی بات دیکھنے سننے کو ملے، تو فوری طور پر دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ محبوب کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی معراج شریف یا رحمتِ کونین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دیگر معجزات یا خصائل و شمائل اور مَحاسِن وغیرہا سُن یا پڑھ کر دل میں فرحت اور خوشی کا داخل ہونا نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ایمانی تعلق کا فطری تقاضا ہے۔

عشقِ رسول ونسبتِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک ایمان افروز واقعہ:

ایک مرتبہ چیچنیا/Chechnya (ایک مُلک کا نام) میں نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پیالہ مبارک لایا گیا، تو عشق ومحبت کا عالَم یہ تھا کہ سب سے پہلے تو چیچنیا کے صدر نے اس مبارک پیالے کو منگوانے کے لیے سرکاری طور پر ایک جہاز بھجوایا، جس میں اُس مبارک پیالے کو رکھا گیا، پھر ائیر پورٹ (Airport) پر کسی سربراہِ مملکت سے کہیں بڑھ کر پیالہ شریف کا یوں استقبال کیا گیا کہ چیچنیا کے صدر نے جہاز کے اندر جا کر اس مبارک مہمان پیالے کا استقبال کیا اور دورانِ استقبال چیچن صدر کے چہرے پر خوشی کے تاثرات عشقِ

---

1 ... (صحیح البخاری، 12/01، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بھرپور ترجمانی کر رہے تھے۔ پھر جہاز سے نیچے آنے کے بعد مختلف بزرگ، جوان، سرکاری و عسکری حُکّام اور دیگر شخصیات نے پیالے کو عقیدت و محبت اور تعظیم و تکریم سے بوسے دیئے۔ پھر شہر کی شاہراہوں پر موجود افراد کے سامنے جب وہ پیالہ مبارک کا صندوق نکالا گیا، تو سب مصطفٰی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر درود و سلام کے پھول برسانے لگے اور پھر جب صدرِ مملکت نے اس پیالے کو ہزارہا اَفراد کے سامنے مبارک صندوق سے باہر نکالا، تو رسول اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اس پیالے پر نظر پڑتے ہی ہزاروں افراد عشق و محبت میں زار و قطار رو پڑے۔ پھر اس نورانی پیالے کو عام زیارت کے لیے روڈ سے لے جایا گیا اور حال یہ تھا کہ اس کے استقبال اور تعظیم کے لیے لاکھوں مسلمان سڑکوں کے دونوں طرف کھڑے اپنے اپنے انداز سے عشق کا اظہار کر رہے تھے اور اُن کے چہروں سے بے پناہ محبت کا اِظہار ہو رہا تھا۔ سبحان اللہ۔

اس کا سبب فقط یہ تھا کہ وہ پیالہ کوئی عام پیالہ نہیں، بلکہ وہ مبارک پیالہ تھا کہ جسے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چھوا اور جسے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے لبہائے مبارکہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ فقط اِتنی نسبت اور تعلق کی وجہ سے لوگ بے قرار اور اَشک بار تھے۔ دنیا بھر میں جہاں بھی نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تبرکات ہوتے ہیں، اُن کی زیارت کرنے والوں کی کیفیت کچھ ایسی ہی ہوتی ہے۔

گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا	تعالی اللہ ، ماہِ طیبہ عالَم تیری طلعت کا
میرے دل مردہ کو جِلادے	اے شمع جمال مصطفائی
آنکھیں تری راہ تک رہی ہیں	اے شمع جمال مصطفائی

عشقِ رسول و نسبتِ مصطفٰی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دوسری مثال:

عشق رسول و نسبتِ مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وجہ سے محبت کی ایک اور بڑی مثال شہر مدینہ سے محبت ہے۔ مدینہ منورہ کیا ہے؟ ظاہر میں دنیا کے دیگر شہروں کی طرح ایک شہر اور دیگر خطوں کی طرح ایک خطہ ہے، لیکن بات یہ ہے کہ

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد	ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

اس کی وجہ یہی ہے کہ مدینہ طیبہ وہ مبارک شہر ہے، جو ہمارے محبوب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاکیزہ قدمین شریفین لگنے کی جگہ ہے، اس مدینے کی طرف دل کھنچتے ہیں۔ وہاں جانے کو دِل ترستے اور آنکھیں برستی ہیں۔ فارسی شعر ہے۔

خاکِ طیبہ از دو عالَم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر ست

ترجمہ: مدینہ منورہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خاک دونوں جہان سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ اے دوست! وہاں حبیبِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرماہیں۔

ان تمام اُمور کے پیچھے اصل وجہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے محبت ہے اور چونکہ معراج نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فضائل میں اعلیٰ درجے کی فضیلت ہے کہ اس میں سرورِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی آسمانوں کی سیر ہے، انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی امامت فرمانا ہے، نبیوں سے ملاقات ہے، جنت میں تشریف لے جانا ہے، عرش پر جانا ہے، لامکاں کی سیر ہے، نماز کا تحفہ ہے، اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا ہے، دیدارِ خداوندی ہے اور بہت سی فضیلتیں ہیں، تو یہ ابتدا سے لے کر انتہا تک جن مُحَیِّرُ العُقُول (عقلوں کو حیران کر دینے والے) فضائل و کمالاتِ نبوی پر مشتمل ہے، اُن کی وجہ سے اتنا ہی زیادہ مسلمانوں کو اس واقعہ سے پیار ہے۔

قرآن مجید میں معراج کا تذکرہ:

قرآن کریم میں متعدد جگہ صراحتاً یا اشارۃً معراج شریف کا تذکرہ موجود ہے، لیکن اس کے بارے میں تفصیل بیان کرنے سے پہلے میں معراج کے حوالے سے ایک بنیادی بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ معراج ایک معجزہ ہے اور آسان الفاظ میں معجزے کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو کچھ ایسے خصوصی کمالات عطا فرماتا ہے، جو عام عقلِ انسانی میں نہیں آتے اور عادۃً ویسی چیزیں واقع نہیں ہوتیں۔ مثلاً: ایسا نہیں ہوتا کہ بغیر کسی ظاہری سبب کے چند لمحوں میں کوئی شخص ایک ملک سے دوسرے ملک چلا جائے اور وہاں سے آسمانوں پر چلا جائے۔ اب اگر ایسا ہو جائے، تو کسی نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے اس

کے ظہور کی صورت میں یہ "معجزہ" کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزات عطا فرماتا ہے اور معجزات کے ذریعے اُن کے مراتب کا اظہار ہوتا ہے کہ نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کا اللہ کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات موجود ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں ملنے والے مختلف معجزات اور فضائل کا ذکر کیا گیا ہے، تو اسی ضمن میں معراج کا معجزہ بیان کیا گیا ہے۔

معجزۂ معراج کی حکمتیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو معراج کے عظیم معجزے سے مشرف کیوں فرمایا؟ اس کی متعدد حکمتیں ہیں: ایک حکمت تو یہ تھی کہ یہ واقعہ اعلانِ نبوت کے گیارہویں سال حضرت سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے وصال کے بعد پیش آیا تھا اور ان کے وصال سے چند دن پہلے ہی حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا ابو طالب کا انتقال ہوا تھا۔ حضور جانِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنی زوجہ اور چچا کے انتقال کا اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سال کو "عام الحزن" (غم کا سال) قرار دیا۔ اس کے علاوہ دعوتِ اسلام کی راہ میں کفار کی جانب سے آنے والی تکالیف کی وجہ سے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر کو شدید صدمہ تھا اور یہ واضح ہے کہ محبوب کی دلجوئی مُحِب کو مطلوب ہوتی ہے اور ہمارے آقا، قرۃ العین، سید الکونین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جیسے مخلوق کے محبوب ہیں، ایسے ہی خالق کے مُقَرَّب و حبیب ہیں، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "الا وانا حبیب اللہ ولا فخر" ترجمہ: سن لو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔[1] لہٰذا جیسے مخلوق، محبوبِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دل خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کرتی ہے، اسی طرح خالقِ کائنات نے بھی حبیبِ لبیب، مصطفی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خوش کرنے کے لیے بہت کچھ کیا اور اِسی خوشنودیٔ حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے پروردگارِ عالم نے معراج کے ذریعے رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر سے تمام غموں اور صدموں کا ازالہ فرمایا۔

---

1 ...۔(سنن الترمذی، 12/06، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم	خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

رضائے مصطفیٰ، مطلوبِ خدا عزوجل و ﷺ:

رضائے محمدی کے مطلوبِ خدا ہونے پر بہت سے دلائل ہیں، جیسے قرآن پاک میں تحویل قبلہ کا واقعہ موجود ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دل کی خواہش یہ تھی کہ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ قبلہ بن جائے اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو امید تھی کہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو جائے گی، چنانچہ اسی وجہ سے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز کے دوران بار بار آسمان کی طرف نگاہ اٹھا رہے تھے اور پھر عین نماز کی حالت میں پیغامِ رَبَّانی نازل ہو گیا کہ اے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، ہم تمہیں اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے، جس میں تمہاری رضا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا﴿ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں، تو ضرور ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جس میں تمہاری خوشی ہے، تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرلو اور بیشک وہ لوگ جنہیں کتاب عطا کی گئی ہے وہ ضرور جانتے کہ یہ تبدیلی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔“[1]

کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا نے ایک مرتبہ نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی: ”یارسول اللہ! ما أرى ربك إلا يسارع في هواك“ ترجمہ: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں بڑی جلدی کرتا ہے۔[2] یعنی آپ خواہش کرتے ہیں اور خدا اسے پورا کر دیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ...پ2، البقرۃ:144)

2 ...(صحیح البخاری، 117/06، ط: دار طوق النجاۃ، بیروت)

وَسَلَّمَ سے محبت کا یہ معاملہ تھا۔

اسی طرح مزید کئی مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر کی تسکین کے لیے آیاتِ قرآنی نازل فرمائیں، جیسے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ایک شہزادے کا انتقال ہوا، تو کفار نے طعنہ دیا کہ معاذ اللہ یہ نسل بُرِیدہ ہیں، یعنی ان کی نسل آگے نہ چلے گی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حبیب کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تسلیِ خاطِر کے لیے ”سورۃ الکوثر“ نازل فرما دی۔ چنانچہ فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ(۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ(۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ ترجمہ: اے محبوب! بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ بیشک جو تمہارا دشمن ہے، وہی ہر خیر سے محروم ہے۔[1]

گویا فرمایا کہ اے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! بیٹے کے دنیا سے جانے کو نہ دیکھو، یہ دیکھو کہ ہم نے تمہیں کتنا عطا کر دیا ہے، تمہیں کثرت سے عطا کیا، تمہیں حوضِ کوثر عطا کیا، تمہیں خیر کثیر عطا کی، تمہیں جنت کی نہر کوثر عطا کی، تمہیں قرآن جیسی خیر کثیر عطا فرمائی، تمہیں وحی جیسی شے عطا فرمائی اور تمہیں مَحامِد واوصاف کی کثرت عطا فرما دی ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب	یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اے حبیب! اِن کافروں کے اعتراضات نہ دیکھیں، بلکہ خدا کے اِن انعامات پر نظر رکھیں۔ یونہی یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری خاطر تمہارے ذکر کو کیسا بلند فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا۔[2]

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر	ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا

آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حسن و جمال کی قسمیں ارشاد فرمائیں: ﴿وَ الضُّحٰىۙ(۱) وَ الَّیْلِ اِذَا

---

1 ... (پ30، الکوثر: 1تا3)

2 ... (پ30، الم نشرح: 04)

سَجٰی﴾ ترجمہ: چڑھتے دن کے وقت کی قسم اور رات کی جب وہ ڈھانپ دے۔[1] وہ چڑھتا دن رُخِ مصطفی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی روشنی ہے اور پھیلی ہوئی تاریکی زلفِ رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایمان افروز سیاہی ہے۔ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنایا: ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔[2] آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا: ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ ترجمہ: تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔[3] اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حاضر و ناظر اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا، چنانچہ فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴾ ترجمہ: اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔[4] تو اے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! رب تبارک و تعالیٰ نے جو عطائیں آپ پر فرمائی ہیں، انہیں دیکھیں اور کافروں کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہت سے واقعات ایسے پیش آئے جو رسولِ خدا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر کے صدمے کا باعث بنے۔ اُس رنج و اَلَم کے ازالے اور قلب اطہر کی تسکین کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو معراج کروائی، جس نے رسول مکرم، افضل الخلق، سید البشر صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دل کو خوش کر دیا۔ اس واقعہ معراج سے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بلند و بالا مقام کا اظہار بھی ہو گیا کہ آپ تو وہ ہیں کہ جنہیں خوش کرنا خود اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے۔ حدیثِ قدسی میں فرمایا: ”كلهم يطلبون رضائي وأنا أطلب رضاك يا محمد“ ترجمہ: اے محمد ساری مخلوق میری رضا چاہتی ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔[5]

---

1 ...پ30، الضحیٰ: 1تا2

2 ...پ17، الانبیاء: 107

3 ...پ09، الاعراف: 158

4 ...پ22، الاحزاب: 45، 46

5 ...فتاوی رضویہ، 14/276، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

قرآنِ مجید اور واقعہ معراج:

قرآن مجید میں واقعہ معراج کا ذکر تین جگہ پر ہے، جن میں ایک جگہ زمینی سیر کا بیان ہے، دوسری جگہ آسمانی سیر کا بیان ہے اور تیسری جگہ لوگوں کے لیے معراج کے آزمائش بننے کا ذکر ہے۔ چنانچہ لوگوں کے لیے آزمائش کے حوالے سے فرمایا: ﴿وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ ترجمہ: اور ہم نے آپ کو جو مشاہدہ کرایا اسے لوگوں کے لیے آزمائش بنادیا۔[1] اور فرمایا کہ اے حبیب ہم نے معراج میں آپ کو جو حیرت انگیز مشاہدہ کروایا ہے، اس کا ایک مقصد لوگوں کی آزمائش تھی کہ اس کے بعد لوگوں کی حالت کیا ہوتی ہے؟ کفار اِس پر کیسا رَدِّ عمل دکھاتے ہیں اور جو کلمہ پڑھنے والے ہیں، وہ کتنا ثابت قدم رہتے ہیں؟ ﴿فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ یہ لوگوں کا امتحان تھا۔ یہاں پر ﴿الرُّءْیَا﴾ کا لفظ ہے، اس کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد معراج کے مشاہدات ہیں۔[2] اس مقام پر اختصار سے معراج کا ذکر ہے۔

سب سے واضح انداز میں معراج شریف کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کو "سورۃ الاسراء" بھی کہتے ہیں اور "اسراء" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ سورت کی پہلی آیت میں "اسراء" کا تذکرہ موجود ہے، جس کا معنیٰ "رات میں سیر کرانا" ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ﴾ ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، بیشک وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔[3]

یہ آیتِ مبارکہ معراج کے بارے میں نصِ قطعی ہے، جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی معراج کو صراحت سے بیان کرتی ہے اور مسجد اقصیٰ سے آگے کی معراج کو اشارۃً بیان کرتی ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾ یعنی اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں اور عظیم نشانیوں کا سب سے بڑا حصہ آسمانوں کی سیر ہی میں ملاحظہ

1...(پ15، بنی اسرائیل:60)

2...(تفسیر البیضاوی، 03/259، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

3...(پ15، بنی اسرائیل:01)

فرمایا۔

پھر ”سورۃ النجم“ میں واقعہ معراج کے بارے میں متعدد آیات ہیں، جن میں عظیم و کثیر اُمور بیان کیے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ(۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ(۲) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ(۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ(۴) عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ(۵) ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ(۶) وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ(۷) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ(۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ(۹) فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ(۱۰) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ؕ(۱۱) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ؕ(۱۲) وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ(۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۪(۱۴) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ(۱۵) اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ(۱۶) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ؕ(۱۷) لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴾ ترجمہ: تارے (محمد) کی قسم، جب وہ (نبی معراج سے واپس) اترے، تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے، جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سخت قوتوں والے، طاقت والے نے سکھایا، پھر اس نے قصد فرمایا، اس حال میں کہ وہ آسمان کے سب سے بلند کنارہ پر تھے، پھر وہ جلوہ قریب ہوا، پھر اور زیادہ قریب ہو گیا، تو دو کمانوں کے برابر، بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ دل نے اسے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا۔ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔[1]

یہ وہ آیات ہیں جن میں معراج کے مختلف اَحوال و دَرَجات کو تسلسل سے بیان کیا گیا ہے اور اُن کی مزید تفاصیل اِن آیات مبارکہ کے تحت تفاسیر میں موجود ہے۔

”معجزہ“ کی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصیت:

معجزے کی اصطلاح انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خاص ہے، ہاں یہ ہے کہ اگر کسی اور سے بھی کوئی ایسی شے ظاہر ہو، جو عام عادتِ انسانی سے ہٹ کر ہو، تو مختلف اَفراد کے اعتبار سے اس کے لیے جدا جدا

---

1 ... (پ27، النجم: 1تا18)

الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، مثلا: اگر کوئی شخص ہاتھ بڑھائے اور اچانک اس کے ہاتھ میں پھل ظاہر ہو جائے یا کوئی بھی چیز آجائے یا اسی جیسی کوئی خرقِ عادت چیز کر کے دکھائے، تو اگر ایسا کر کے دکھانے والا اولیائے کرام میں سے ہو، تو اسے "**کرامت**" کہا جاتا ہے، اور اگر ولی نہیں، لیکن نیک آدمی ہے، تو اسے "**مَعُونت**" (اللہ تعالیٰ کی مدد) کہا جاتا ہے اور اگر بالفرض کوئی فاسق فاجر یا کافر ایسا عجیب تماشا دکھا دے، تو اسے "**استدراج**" (خدا کی طرف سے مہلت) کہا جاتا ہے۔

پھر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہونے والے "مافوق العادۃ" واقعات کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر اعلانِ نبوت سے پہلے ایسا واقعہ ہو، تو اسے "**اِرہاص**" (نبوت کی تمہید) کہا جاتا ہے، جیسے اعلانِ نبوت سے پہلے پیارے آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر بادل سایہ کرتے تھے یا بچپن میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلبِ اطہر کو فرشتوں نے شَق کیا اور اُسے علم و حکمت سے بھر دیا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے کے یہ واقعات "اِرہاص" کہلاتے ہیں اور اگر اعلانِ نبوت کے بعد ایسے واقعات ہوں، تو انہیں "مُعْجِزَہ" کہا جاتا ہے۔[1]

مذکورہ بالا مختلف الفاظ کے معانی سے واضح ہوتا ہے کہ لفظِ "معجزہ" انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے خاص ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر نبی کو معجزہ عطا کیا گیا، ہاں مختلف نبیوں کو مختلف معجزات عطا فرمائے گئے جن میں بہت سے معجزات قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں، جیسے حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے معجزات یوں بیان فرمائے: ﴿اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ﴾ ترجمہ: وہ یہ کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے جیسی ایک شکل بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک ماروں گا، تو وہ اللہ کے حکم سے فوراً پرندہ بن جائے گی اور میں پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمہیں غیب کی خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے

---

[1] ...(ملخص از بہار شریعت، 58/01، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ہو۔[1]

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کو یدِ بیضا کا معجزہ عطا فرمایا گیا، یعنی آپ کا دستِ مبارک روشن ہو جاتا تھا ، جیسے سورج چمکتا ہے اور اسی طرح آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کو عصا (لاٹھی) کا معجزہ عطا فرمایا گیا، جس کا اظہار فرعون کے سامنے یوں کیا گیا: ﴿قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ(۱۰۶) فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ(۱۰۷) وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ﴾ ترجمہ: (فرعون نے) کہا، (اے موسیٰ) اگر تم کوئی نشانی لے کر آئے ہو، تو اسے پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا، تو وہ فوراً ایک ظاہر اژدہا بن گیا اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا، تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا۔[2]

حضرت داؤد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کا معجزہ یہ تھا کہ اُن کے لیے پرندے اور پہاڑ مسخر (زیرِ فرمان) تھے کہ جب وہ زبور شریف کی تلاوت کرتے تھے، تو پرندے رُک جاتے تھے اور پہاڑ اور پرندے آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ قرآن کریم میں اسے یوں بیان فرمایا: ﴿وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ وَ كُنَّا فٰعِلِیْنَ﴾ ترجمہ: اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو تابع بنادیا کہ وہ پہاڑ اور پرندے تسبیح کرتے اور یہ (سب) ہم ہی کرنے والے تھے۔[3]

حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے لیے ہوا کو مسخر کیا گیا کہ وہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کے تخت کو آپ کے حکم کے مطابق اڑا کر لے جاتی اور حضرت سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام ایک مہینے کی مسافت بہت قلیل مدت میں طے کر لیا کرتے تھے۔ اس بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ﴾ ترجمہ: اور تیز ہوا کو سلیمان کے لیے تابع بنادیا، جو اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔[4] مزید یہ کہ دربار سلیمانی میں جنات بیٹھتے، پرندے حاضر ہوتے اور ہُدہُد ان کے لیے

---

1 ... (پ03، آل عمران:49)

2 ... (پ09، الاعراف:106تا108)

3 ... (پ17، الانبیاء:79)

4 ... (پ17، الانبیاء:81)

خبریں لاتا تھا۔ اس کا بیان بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔

حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کے اپنے معجزات تھے، اسی طرح دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ والسَّلام کو مختلف معجزات دیئے گئے اور ہمارے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سب سے بڑھ کر معجزات دیئے گئے، بلکہ امام الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا گیا۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی شان وہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے مجموعے کے برابر، بلکہ اس سے بھی زیادہ کمالات آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کر دیئے گئے۔

حُسنِ یوسف، دمِ عیسٰی، یدِ بیضا داری	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمۂ شعر: حضرت یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کا حُسن ہو، حضرت عیسی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کا پھونک مارنا ہو یا حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کا ید بیضا ہو، یہ سب آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حاصل ہیں، تو تمام کے تمام کمالات جو باقی نبیوں کو جدا جدا عطا کیے گئے، اے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کو تنہا عطا کر دیئے گئے۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو مِلے نہ کسی کو مِلا:

ہر نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام پر ہمارا ایمان ہے اور ہر نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کی تعظیم و تکریم اور اُن پر ایمان رکھنا ہم پر فرض ہے اور نبی ہونے میں ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے، البتہ مَراتب کے لحاظ سے اُن میں فرق ہے اور اِسی فرقِ مراتب کے اعتبار سے ہم کہتے ہیں کہ جب مختلف انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃ والسَّلام کے معجزات کو دیکھا جاتا ہے، تو ان میں کئی اُمور سامنے آتے ہیں، مثلاً: یہ کہ کس نبی کو کتنے معجزات ملے؟ ان کی تعداد کیا ہے؟ ان کی نوعیت کیا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ کسی نبی کو تین، کسی کو چار، کسی کو پانچ، یا کم و بیش معجزات عطا فرمائے گئے، لیکن حضور سید المرسلین، اکرم الاولین والآخرین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ	وَ الْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَم

محمد مصطفی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دونوں جہان اور تمام جن و انسان کے سردار ہیں اور وہ عرب و عجم دونوں گروہوں

کے سردار ہیں۔

معجزاتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر لکھی جانے والی معروف کتب:

اس موضوع پر علمائے دین اور جلیل القدر محدثین نے عظیم الشان کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جیسے اِس عنوان پر امام ابو بکر بیہقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:458ھ/1066ء) کی کتاب "دلائل النبوۃ" ہے، اس کے علاوہ امام ابو نعیم رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:430ھ/1038ء) کی بھی اسی نام سے ایک کتاب ہے، پھر علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:911ھ/1505ء) کی کتاب "الخصائص الکبریٰ" بہت شان دار کتاب ہے۔ اس کے بعد علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1350ھ/1932ء) کی کتاب "حجۃ اللہ علی العالمین" اِس موضوع کی سب سے بڑی اور جامع کتاب ہے۔ یہ کتابیں خالصتاً معجزات کے بیان پر لکھی گئی ہیں، ورنہ سیرت و فضائل کی ہزاروں کتابوں میں معجزات کا ذکر موجود ہے۔ ان ایمان افروز کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آقا، حبیبِ خدا، محمد مصطفی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات کی تعداد سب سے زیادہ ہے، بلکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جو معجزات عطا ہوئے، وہ سب سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وسیلے سے عطا ہوئے کہ بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی۔ مسلمانوں کے ائمہِ دین ہمیشہ سے یہی عقیدہ بیان کرتے آئے ہیں، چنانچہ ہزاروں علماء، فقہاء، صوفیاء، محدثین اور کروڑوں مسلمانوں کے پسندیدہ قصیدہ یعنی قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔

وَكُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ	غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ
وَكُلُّ اٰيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا	فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ
فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا	يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

(1) اور وہ سب انبیاء رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اخذ کرنے والے ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عطاؤں کے سمندر سے ایک چلو کی مقدار یا آپ کی عنایتوں کی لگاتار بارشوں سے ایک گھونٹ کے برابر۔

(2) اور جس قدر معجزے جلیل القدر رسولوں نے دکھائے، وہ سب انہیں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور سے حاصل ہوئے۔

(3) کیونکہ حضور پُرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فضیلت کے آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء عَلَیْہِم الصَّلٰوۃُ والسَّلام اس آفتاب کے ستارے ہیں، جو درحقیقت اُسی آفتاب کے انوار کو لوگوں کے لیے تاریکیوں میں ظاہر کرتے ہیں۔

کیفیتِ معجزہ میں بھی حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب انبیاء پر فائق ہیں:

تعداد کے علاوہ اگر معجزات کی کیفیت کے اعتبار سے دیکھا جائے، تو اس میں بھی حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات پر فائق ہیں، جیسے حضرت موسی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کا ایک معجزہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا: ﴿وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًاؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ﴾ ترجمہ: اور یاد کرو، جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا، تو ہم نے فرمایا کہ پتھر پر اپنا عصا مارو، تو فوراً اس میں سے بارہ چشمے بہہ نکلے (اور) ہر گروہ نے اپنے پانی پینے کی جگہ کو پہچان لیا۔[1]

یہ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کا معجزہ تھا کہ ایسا ہوتا نہیں ہے کہ ایک لاٹھی پتھر پر ماری جائے اور وہاں سے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں اور وہ بھی گروہوں کی تعداد کے مطابق نکلیں، لہٰذا یہ عظیم معجزہ ہے، ہاں ہمارے آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کیا جانے والا معجزہ اس سے بڑھ کر تھا، کیونکہ بات یہ ہے کہ جو بھی چشمے جاری ہوتے ہیں، وہ پہاڑوں اور پتھروں سے ہی جاری ہوتے ہیں اور اُن ہی سے حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام نے معجزاتی طور پر چشمے ظاہر فرمادیئے، لیکن اسی قسم کا جو معجزہ ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیا گیا، وہ بہت منفرد اور عظیم تر تھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پانی ختم ہو گیا اور صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم بارگاہِ نبوی میں آئے، چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سامنے پانی کی ایک چھاگل (مٹی کا برتن / چھوٹی مشک) رکھی ہوئی تھی، آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اُس سے وضو فرمایا: لوگ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف جھپٹے، تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! ہمارے پاس وضو کے

---

1 ... (پ1، البقرۃ:60)

لیے پانی ہے، نہ پینے کے لیے۔ صرف یہی پانی ہے، جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے (یہ سن کر) دستِ مبارک چھاگل کے اندر رکھا، تو فوراً چشموں کی طرح پانی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار کر نکلنے لگا چنانچہ ہم سب نے (خوب پانی) پیا اور وضو بھی کر لیا۔ (راوی کہتے ہیں:) میں نے حضرت جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا: اس وقت آپ کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تب بھی وہ پانی سب کے لیے کافی ہو جاتا، جبکہ ہم تو پندرہ سو تھے۔[1]

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کو "کیفیت" کے نقطۂ نظر سے دیکھیں، تو یہ پتھروں سے پانی نکلنے سے کئی درجے بڑھ کر ہے۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شعر نظم کرتے ہیں:

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر	ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
پنجہ مہرِ عرب تھا جس سے دریا بہہ گئے	چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی نَم نہیں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات تعداد اور کیفیت دونوں اعتبار سے دوسروں سے بڑھ کر ہیں، انہی میں سے یہ معراج کا معجزہ ہے، جس کی تفصیلات دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی معراج کی بنسبت بہت عظیم ہیں۔

دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مِعراج کے اَحوال:

معراج تو ہر نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کو عطا کی گئی، یعنی اُن کو خصوصی مشاہدات کروائے گئے اور اُن میں چند ایک کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے، جیسے حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کے بارے میں قرآن پاک میں ہے: ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ﴾ ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ وہ عینُ الیقین والوں میں سے ہو جائے۔[2]

---

1 ...۔ (صحیح البخاری، 04/193، ط: دار طوق النجاۃ، بیروت)

2 ...۔ (پ07، الانعام: 75)

یہاں حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کی معراج کا تذکرہ ہے، اور اس کی تفصیل مفسرین نے لکھی ہے کہ آپ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کو بیت المقدس میں ایک پتھر پر کھڑا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی بادشاہی اور اَسرار آپ کے سامنے کھول دیئے۔ تو آپ نے اوپر نگاہ اٹھائی تو عرش تک کے جو معاملات اور اسرار تھے، وہ آپ کے سامنے آگئے اور زمین کی طرف نظر کی تو "تحتَ الثریٰ" تک کے معاملات آپ کے سامنے آگئے۔[1] یہ حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کی معراج کا ایک پہلو تھا، ورنہ ﴿مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ کا لفظ اتنا وسیع ہے کہ ہماری عقل کی رسائی سے ماوراء ہے۔

اِس کے علاوہ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کی معراج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرفِ کلام عطا فرمایا کہ رب نے کسی فرشتے وغیرہ کے واسطے کے بغیر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام سے کلام کیا، چنانچہ قرآن کریم میں بیان ہوا: ﴿وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا﴾ ترجمہ: اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔[2] یہ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام کا کلام اُن کی معراج ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام پر یہ کرم فرمایا جس سے ان کا مقام و مرتبہ مزید عیاں ہوا کہ اُن کا کتنا بلند مقام ہے، یونہی اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب کیا، کتاب عطا فرمائی، رسالت کے منصب پر فائز کیا، بنی اسرائیل کی طرف رسول بنایا اور مزید بر آں اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام کیا۔ انعاماتِ الٰہیہ کے اِس تواتر و تسلسل پر محبتِ الٰہی کی شدت اور عشقِ الٰہی کی حدت کے جذبے سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلَام نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے میرے رب! اپنے دیدار کا بھی شرف عطا فرمادے، اس واقعے کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے: ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقٰتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾﴾ ترجمہ: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے کے وقت پر حاضر ہوا اور اس کے رب نے اس سے کلام فرمایا، تو اس نے عرض کی: اے میرے رب!

1...۔ (تفسیر نیشاپوری، 03/104، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

2...۔ (پ06، النساء: 164)

www.dawateislami.net

مجھے اپنا جلوہ دکھا، تاکہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ (اللہ نے) فرمایا: تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا، البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا، تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے، پھر جب ہوش آیا، تو عرض کی: تو پاک ہے، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔[1] اللہ اکبر، پروردگارِ عالم کی خاص تجلی کیسی عظیم تھی کہ پہاڑ بھی برداشت نہ کر سکا اور حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام بھی بے ہوش ہوگئے، لیکن بہر حال اس سے حضرت موسی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام کی عظمتِ شان ورِفعتِ مقام ضرور واضح ہوئی کہ ایسا بے مثل فضل وکرم خاص اُن پر ہی کیا گیا۔

پھر ایک دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام سے جو کلام فرمایا وہ قرآن کریم میں مختلف مقامات پر مذکور ہے، چنانچہ ایک مقام پہ فرمایا: ﴿اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى(۱۰) فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰۤى(۱۱) اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًىۗ(۱۲) وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰۤى(۱۳) اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ﴾ ترجمہ: جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی اہلیہ سے فرمایا: ٹھہرو، بیشک میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس اس میں سے کوئی چنگاری لے آؤں یا آگ کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پاؤں۔ پھر وہ جب آگ کے پاس آئے، تو ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ۔ بیشک میں تیرا رب ہوں، تو تُو اپنے جوتے اتار دے، بیشک تو پاک وادی طویٰ میں ہے۔ اور میں نے تجھے پسند کیا، تو اب اسے غور سے سن جو وحی کی جاتی ہے۔ بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔[2]

پھر اس سے کچھ آگے ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ مَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰى(۱۷) قَالَ هِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِیْ وَ لِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى(۱۸) قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰى(۱۹) فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى(۲۰) قَالَ

---

1 ... (پ09، الاعراف:143)

2 ... (پ16، طٰہٰ:10تا14)

خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى﴾ ترجمہ: اور اے موسیٰ! یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کی: یہ میرا عصا ہے، میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میری اس میں اور بھی کئی ضرورتیں ہیں۔ فرمایا: اے موسیٰ اسے (زمین پر) ڈال دو۔ تو موسیٰ نے اسے (نیچے) ڈال دیا، تو اچانک وہ سانپ بن گیا، جو دوڑ رہا تھا۔ (اللہ نے) فرمایا: اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں، ہم اسے دوبارہ اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔[1]

یہ وہ چند واقعات ہیں کہ جو مختلف انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے حوالے سے قرآن کریم میں ملتے ہیں، اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث کے تتبع سے کئی واقعات مل سکتے ہیں۔

مختصر انداز میں واقعہ معراج:

دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی معراج کے بعد سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی معراج کا ذکر پڑھیے۔ رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی معراج کا واقعہ بہت سے لوگوں نے عربی، اردو، فارسی اور دیگر زبانوں میں مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔ کثیر شاعروں نے اسے اشعار کی صورت میں بھی بیان کیا ہے، جیسے امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے منظوم کلام میں بڑے ہی خوبصورت انداز میں واقعہ معراج کی منظر کشی ہے۔

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے	نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے
بہار ہیں شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک	ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے
غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں	ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک شعر کے اندر اُس رات کی جو منظر کشی کی ہے، وہ ایسی ہے کہ اگر آپ چشمِ تصور سے دیکھیں، تو لگے گا کہ واقعی ایسا ہی تھا، جیسے یوم عرفہ یعنی حج کے دن ہم میدان عرفات میں نہ ہوں، تو ہم چشم تصور سے دیکھتے ہیں کہ حاجی خانہ کعبہ سے روانہ ہو رہے ہیں، قافلوں کے قافلے جا رہے ہیں، مِنیٰ میں داخل ہو رہے ہیں، "لبیک" کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، حجاج کرام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گِڑگڑا

---

1 ... (پ16، طٰہٰ:17تا21)

رہے ہیں، پھر تصور ابھرتا ہے کہ حاجی کیسے میدانِ عرفات میں بیٹھے ہوں گے ،کیسے خیمے لگے ہوں گے،کیسے دعائیں ہورہی ہوں گی، کیسے اوراد ووظائف پڑھ رہے ہوں گے، کیسے قرآن کی تلاوت ہورہی ہوگی۔سبحان اللہ

اسی طرح معراج کی رات ہے، کائنات کے واقعات میں ایک عظیم ترین واقعہ ہے،اس رات کی عظمتوں کے قربان، قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم معراج کے واقعے کو پڑھتے ہیں، تو اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے اَشعار جامع انداز میں اِس کی عکاسی کرتے ہیں۔ معراج کی ابتدا کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

عرش پر تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام	کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

شبِ معراج کا کچھ منظر یوں ہے کہ زمین پر فرشتے اترے ہوئے ہیں اور سیدِ دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تعظیم وتکریم کے ساتھ فرش وسَماء کی سیر کے لیے لے جانا ہے،راستے سجے ہوئے ہیں، آسمانوں پر فرشتے منتظر ہیں، حضرت جبرائیل امین علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام خدمت کے لیے ساتھ ہیں ،براق کی سواری ہے، آسمانوں کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دروازہ نہیں کھٹکھٹایا، بلکہ ساتھ میں جسے خادم کے طور پر بھیجا گیا ہے ،انہوں نے کھٹکھٹایا۔ پوچھا گیا، کون؟ جواب ملا، جبرائیل! سوال ہوا کہ ساتھ کون ہے؟جواب ملا، ”محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ“ پوچھا گیا، بلائے گئے ہیں ؟جواب دیا، ہاں، بلائے گئے ہیں۔ سب کو علم ہے کہ بغیر بلائے یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا، لیکن یہ پروٹوکول (Protocol) ہے، اِعزازو اکرام ہے، آمد کا اعلان ہے، جو ہر آسمان پر کیا جارہا ہے، سب کو مطلع کیا جارہا ہے، اُن میں انبیاء وملائکہ سب شامل ہیں۔ سب سے گزر کر گئے اور اب یہ وہ رات ہے کہ عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ ہے، اعزاز واستقبال ہے۔ آسمانوں سے اوپر ”سدرۃ المنتہیٰ“ ہے، سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر ”مستوٰی“ ہے، مستوٰی کے اوپر ”عرش“ ہے، جسے حاملینِ عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔

عرش پر تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش پہ طرفہ دھوم دھام	کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرشتوں کے جھرمٹ میں تشریف لے گئے۔ سفر معراج کی ابتدا

یوں ہوئی کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنی چچازاد بہن حضرت اُم ہانی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر پر آرام فرمارہے تھے، حضرت اُم ہانی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا، مولیٰ علی شیر خدا رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کی ہمشیرہ ہیں۔ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے گھر میں آرام کررہے تھے، حضرت جبرئیل امین علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام وہاں آئے اور نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حطیم (خانہ کعبہ کے پاس ایک جگہ) میں لے گئے۔

"شقُّ الصدر" نور علی نور:

وہاں جاکر نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پہلے اس سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ یہ کوئی عام سفر نہیں، زمین، پھر آسمان پھر اُس سے بھی ماوراء کا سفر ہے، آسمانوں کا کھلنا، انہیں پار کرنا، ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں فرشتوں کو دیکھنا، اسرارِ الٰہیہ کا کھلنا، سدرۃ المنتھیٰ پر جانا، اُس سے بالا تشریف لے جانا، جنت کی سیر، جہنم کا مشاہدہ، عرش پر تخت نشین ہونا، ربُّ العالمین سے ملاقات، خدا کا دیدار، چھائے ہوئے انوار کو برداشت کرنا، وغیرہا ہزارہا امور تھے۔ لہٰذا یہ اس قدر بڑا واقعہ تھا کہ اس کے لیے قوی دل کو مزید قوت چاہیے تھی کہ ان تمام انوار واحوال ومراحل کا متحمل ہوسکے۔

ایک آدمی عام طور پر کھلے شیر کو سامنے دیکھ کر بے ہوش ہی ہوجائے، کیونکہ اُس کا دل کمزور ہے، لیکن جو بہت بہادر ہو، اُس پر خوف یا ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی، بلکہ وہ مقابلہ کرتا ہے جیسے ماہر و بہادر شخص، کیونکہ قلبی قوت کے اعتبار سے دلوں میں فرق ہوتا ہے۔ اب سفر معراج میں جن چیزوں کا مشاہدہ کرنا ہے، اُن کی تو انتہا نہیں، بلکہ وہ تو دَرَجہ بدرجہ بڑھتے جائیں گے۔ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى﴾ کے مقامات ہیں، وہاں ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ کا قرب ہے۔ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى﴾ کا ظہور ہے۔ اِن امور کے لیے قلب اطہر کو تیار کرنے کے لیے پہلے پاکیزہ نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا پاکیزہ و روشن سینہ مبارکہ کھولا گیا، اُس میں سے قلب اطہر نکالا گیا، اُسے کھول کر اُس میں نور اور حکمت کو ڈالا گیا۔[1] لہٰذا نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قلب اطہر میں نور و حکمت ڈال کر پہلے اسے اس قدر قوی و قابل بنایا گیا کہ سارے کے سارے مرحلوں کو طے کرسکیں، آسمانوں کی سیر کرسکیں، رب سے ہم کلام ہوسکیں اور خدا کا بے حجاب دیدار کرسکیں۔

---

1 ... (صحیح البخاری، 109/04ط: دار طوق النجاۃ، بیروت)

پھر اس عمل کے بعد قلبِ اطہر کے ساتھ سینہ اقدس کو جوڑا گیا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں براق پیش کیا گیا، صاحبِ معراج صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس پر سوار ہونے لگے، تو براق نے اچھلنا شروع کر دیا، تو حضرت جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلام نے اس براق سے کہا کہ اے براق! تجھے معلوم نہیں کہ کائنات کی سب سے افضل ہستی تجھ پر سوار ہونے والی ہے۔[1]

عاشقوں کی نظر میں تو براق خوشی سے جھوم رہا تھا، بہر حال آقا کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان و عظمت سن کر ساکن ہو گیا۔ شبِ اَسریٰ کے دولہا، سید الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس پر جلوہ فرما ہوئے اور براق کا سفر شروع ہوا۔ براق کی رفتار کا عالَم یہ تھا کہ جہاں اس کی نگاہ پڑتی تھی وہاں اس کا قدم جاتا تھا۔

سفر معراج میں امام الانبیاء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نمازیں:

مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک سفر کے درمیان کئی واقعات پیش آئے۔ بیت المقدس میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت کے علاوہ اس مرحلے میں امام الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مختلف مقامات پر نماز ادا فرمائی:

(۱) سب سے پہلے ایک جگہ آئی، جہاں جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلام نے عرض کی: یارسول اللہ! یہاں دو رکعت نماز پڑھیے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز پڑھی اور پوچھا کہ اے جبرائیل یہ کیا ہے؟ عرض کی، یہ آپ کی ہجرت گاہ (مدینہ) ہے، یہاں پر آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔

(۲) اس کے بعد آگے ایک اور مقام آیا، وہاں جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلام نے عرض کی یارسول اللہ! یہاں بھی نماز پڑھیے۔ سرکار دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز پڑھی۔ پوچھا: اے جبرائیل یہ کون سی جگہ ہے؟ عرض کی، یہ طُورِ سِینا ہے، جہاں پر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام نے رب سے کلام کیا تھا۔ دو رکعت یہاں پڑھیں۔

(۳) اس کے بعد آگے جب بیت المقدس میں پہنچے، وہاں پر ایک جگہ آئی، جبرئیل امین عَلَیْہِ السَّلام نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! نماز پڑھیے، رسولِ خدا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پوچھا:

---

1 ...۔ (جامع الترمذی، 152/05، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

www.dawateislami.net

یہ کون سی جگہ ہے؟ عرض کی، یہ "بیت اللحم" ہے، یہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی ولادت کی جگہ ہے۔[1]

مسلم شریف کی حدیث مبارک ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی قبر کے پاس سے گزرا، جو ایک سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس تھی، میں نے موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلام) کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔[2] نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے سلام کیا اور اس کے بعد آگے تشریف لے گئے، اب اس کے بعد براق کو ایک جگہ پر چٹان کے کنارے باندھا گیا اور اس کے بعد پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔[3]

کائنات کی سب سے بہترین نماز باجماعت:

جب مسجد میں تشریف لے گئے، تو وہاں جملہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بنفسِ نفیس موجود تھے۔ چشمِ تصور سے دیکھیے! تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام تک موجود ہیں۔ اب وہاں صفیں بندھی ہوئی ہیں، صفوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہیں۔ سبحان اللہ! اِس سے افضل جماعت کائنات میں نہ کبھی ہوئی، نہ ہوگی کہ جس میں جملہ نمازی اللہ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ امام الانبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مصلیٰ پر تشریف لائے اور نماز پڑھائی، احادیث میں تذکرہ یوں ہے: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ انبیائے کرام کی بڑی جماعت وہاں موجود ہے، حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، گویا کہ وہ دراز قد اور گھنگریالے بالوں والے آدمی ہیں، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے ایک آدمی ہیں اور عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، تو لوگوں میں سب سے زیادہ اُن سے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں اور ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، لوگوں میں سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہیں۔ اس کے بعد نماز کا وقت آیا، تو میں نے اُن کی امامت

1...۔ (سنن النسائی، 221/01، ط: المکتبۃ التجاریۃ الکبری)

2...۔ (الصحیح لمسلم، 1845/04، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

3...۔ (شرح الزرقانی علی المواھب، 103/08ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

کروائی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا، تو ایک کہنے والے نے مخاطب کر کے کہا: یا محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ! یہ دوزخ کا داروغہ موجود ہے، اسے سلام کریں! چنانچہ میں (سلام کرنے کے لیے) اس کی طرف متوجہ ہوا، لیکن اُسی نے سلام میں پہل کی۔[1]

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل	حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہوں معنی اول آخر	کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

بیت المقدس میں خطباتِ انبیاء:

نماز کے بعد پھر خطبات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اِسی طرح دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے خطبے ارشاد فرمائے۔ جب انبیائے کِرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ پاک کی حمد وثنا اور اپنے اُوپر اس کی رحمتیں وعطائیں بیان کر چکے، تو تمام نبیوں کے سردار، احمدِ مختار صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اللہ پاک کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت اور تمام انسانوں کے لیے خوش خبری دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، مجھ پر حق وباطِل میں فرق کرنے والی کِتاب نازِل فرمائی، جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے، میری اُمَّت کو بہترین اُمّت بنایا، جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کو سب سے افضل اُمّت بنایا، جو (جنّت میں داخلے کے اعتبار سے) اوّل اور (دنیا میں آنے کے اعتبار سے) آخری اُمّت ہے۔ اللہ کریم نے میرا سینہ کُشادہ فرمایا اور مجھ سے میرا بوجھ دُور فرمادیا، میرے لیے میرا ذِکر بلند فرمادیا اور مجھے فاتِح اور خاتِم بنایا۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے یہ عظیمُ الشان فضائل سُن کر حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دیگر انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے فرمایا: ”بِهٰذَا فَضَلَكُمْ مُحَمَّدٌ“ یعنی اِنہی عظمتوں کی وجہ سے محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تم سب پر فضیلت وبرتری حاصل ہے۔[2]

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ	وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ

1...۔ (الصحیح لمسلم، 156/01، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

2...۔ (المعجم الاوسط، 166/04، ط: دار الحرمین، القاھرہ)

وہ صورت و سیرت میں تمام انبیاء پر فوقیت رکھتے ہیں	اور سب انبیاء علم و کرم میں بھی ان کے ہم پلہ نہیں

اس کے بعد پھر وہاں سے اگلا سفر شروع ہوا جو آسمانوں کی طرف تھا اور آسمانوں کا سفر بھی اسی براق کے ذریعے تھا، لیکن وہ چند لمحات میں سارے فاصلے طے کرتا ہوا پہلے آسمان پر، وہاں سے دوسرے آسمان پر، وہاں سے تیسرے آسمان سے ہوتے ہوئے دیگر آسمانوں کو پار کر گیا۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آسمانوں سے گزرے، تو پہلے آسمان پر حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام اور حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے، تیسرے پر حضرت یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے، چوتھے پر حضرت ادریس عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے، پانچویں پر حضرت ہارون عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے، چھٹے پر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے ملاقات ہوئی۔[1]

سب جِہَت کے دائرے میں	شش جِہَت سے تم وَرا ہو
سب مکاں تم لامکاں میں	تَن ہیں تم جانِ صفا ہو

کائنات میں اسرار خداوندی:

یہاں سے ایک اور راز سے بھی پردہ اٹھتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کے بہت سے اَسرار ہیں، جن تک ہماری عقل نہیں پہنچ سکتی، مثلاً: حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام اپنی قبر میں تھے، جہاں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھا، پھر آقا کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بیت المقدس میں تشریف لائے، تو حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام وہاں بھی تھے، جہاں انہوں نے خطبہ دیا اور اس کے بعد نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آسمانوں پر تشریف لے گئے، تو چھٹے آسمان پر پھر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام موجود ہیں۔ یونہی حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام بیت المقدس میں بھی تھے اور ساتویں آسمان پر بھی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام مسجدِ اقصیٰ میں بھی تھے اور دوسرے آسمان پر بھی۔

---

1 ... (صحیح البخاری، 109/04، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

www.dawateislami.net

مقربینِ بارگاہِ الٰہیہ کے اصولِ فطرت جدا ہیں:

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور مقربین کا معاملہ عام انسانوں سے مختلف ہے، خدا نے ان کے لیے بہت سے الگ اصول بنائے ہیں اور معجزات کا ظہور بنیادی طور پر انہیں اصولوں کی بنا پر ہوتا ہے۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ معجزہ وقوع پذیر نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے، یہ کہنا غلط ہے، کیونکہ اُن لوگوں کو یہ شعور ہی نہیں کہ مقرب ہستیوں کے لیے جدا اصول بھی ہوتے ہیں اور غور کریں تو حقیقت واضح ہو جائے گی کہ انسانوں کو قانونِ فطرت کا ابھی پورا علم ہی نہیں ہے۔ آج سے سو سال پہلے ہمیں موبائل کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا اور آسانی سے دنیا کے کسی بھی کونے میں گفتگو کرنا یا ویڈیو پر بات کرنے کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، لیکن اب موبائل کا قانون ہمارے سامنے آگیا، تو پتا چلا کہ یہ بھی قانونِ فطرت کے خلاف نہیں، بلکہ اس کے تحت ہے۔ یونہی سمجھ لیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولیائے کرام اور فرشتوں کے جو معاملات ہیں، وہ ایسے خاص اصولوں کے تحت ہیں، جن کے ذریعے خدا کائنات کے امور کی تدبیریں فرماتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴾ ترجمہ: پھر کائنات کا نظام چلانے والوں کی (قسم)۔ [1]

ساتوں آسمانوں سے آگے:

ساتوں آسمانوں کی سیر کے بعد اس سے اوپر کا سفر شروع ہوا، جس میں حضرت جبرئیل امین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سدرۃ المنتہیٰ تک ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے "سدرۃ المنتہیٰ" کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۚ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ﴿۱۵﴾ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ۙ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ ترجمہ: اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری اور

---

1 ... (پ30، النازعات:05)

نہ حد سے بڑھی۔ بیشک اس نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ۔[1] حضرت عبد اللہ ابن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ یہاں پر جو چھانے کا تذکرہ ہے، وہ رب العالمین عزوجل کے انوار تھے۔[2]

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے	وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر	ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس "جنت الماویٰ" ہے، جنت الماویٰ کی چھت، اللہ کا عرش ہے، یعنی عرش کا نچلا حصہ، جنت کی چھت ہے۔ پھر شافعِ امت، مالکِ جنت، نبی رحمت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جنت میں لے جایا گیا، جہاں جنت کی نعمتوں کا مشاہدہ فرمایا۔ اِن مشاہدات کی کچھ خبریں امت کو بھی بتائی گئیں، جیسے فرمایا: جنّت کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا خالص مشک کا ہے، اس کی بجری موتی اور یاقُوت کی ہے، اس کی مٹی زعفران ہے، جو اس میں داخل ہو گا، خوش رہے گا، کبھی غمگین نہ ہو گا، ہمیشہ رہے گا، کبھی نہ مَرے گا، اس کے کپڑے نہ گلیں گے اور نہ ہی ان کی جوانی فنا ہو گی۔[3] یونہی فرمایا: جنّت میں سو منزلیں ہیں ہر دو منزلوں کے درمیان فاصلہ ایسا ہے، جیسے آسمان و زمین کے درمیان اور فردوس اعلیٰ درجہ ہے جس سے جنّت کی چاروں نہریں پھُوٹتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے، تو تم جب بھی اللہ سے مانگو، تو اس سے فردوس مانگو۔[4] اِسی طرح جنت کے درخت کے بارے میں فرمایا: جنت میں درخت ہے کہ اس کے سائے میں ہزار سال تک کوئی سوار چلتا رہے، تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو۔[5]

جنت کی نہریں:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنت میں چار نہریں بھی دیکھیں: ایک پانی کی، ایک دودھ کی، ایک شہد کی، ایک شراب کی، یہ وہ چار نہریں ہیں، جنہیں اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے:

---

1 ... (پ27، النجم:13تا18)

2 ... (تفسیر الطبری، 22/520، ط: مؤسسة الرسالة، بیروت)

3 ... (جامع الترمذی، 04/293، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

4 ... (جامع الترمذی، 04/297، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

5 ... (جامع الترمذی، 04/292، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

﴿مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾ ترجمہ: اس جنت کا حال جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے سراسر لذت ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں۔[1]

پھر ان چار نہروں کے علاوہ ایک اور عظیم چیز کا مشاہدہ فرمایا جس کے متعلق نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں جنت کی سیر کر رہا تھا، سیر کرتے کرتے اچانک میں ایک نہر پر پہنچا، اُس نہر کے کناروں پر خولدار موتیوں کے گنبد تھے۔ میں نے جبریلِ امین سے کہا: یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! یہ کوثر ہے، جو آپ کے ربّ نے آپ کو عطا کی ہے۔ اِس کی مٹی یا خوشبو (اس میں ہدبہ راوی کو شک ہے) تیز مشک و کستوری کی ہے۔[2] یہ وہ کوثر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ یعنی اے حبیب! بے شک ہم نے تجھے نہرِ کوثر اور حوض کوثر عطا کر دیا۔[3]

اُس میں زم زم ہے کہ تھم تھم، اس میں جم جم ہے کہ بیش	کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

جنت میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے محلات کا معائنہ:

نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنت میں مختلف ہستیوں کے جنتی محلات دیکھے، اُسی کے متعلق حضرت بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا: مجھے اپنے امیدِ رحمت والے اُس کام کا بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ کیونکہ میں نے تمہارے جوتوں کی آہٹ جنت میں اپنے آگے سنی ہے۔ عرض کی: میں نے اپنے نزدیک کوئی ایسا خاص امید والا کام نہیں کیا، سوائے اس کے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا، تو اس وضو سے اس قدر نماز پڑھ لی، جو میرے مقدر میں تھی۔[4]

1...۔ (پ26، محمد:15)

2...۔ (صحیح البخاری، 120/08، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

3...۔ (پ30، الکوثر:01)

4...۔ (صحیح البخاری، 53/02، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

www.dawateislami.net

ان ہی مشاہدات میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے محل کا مشاہدہ ہے، چنانچہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: معراج کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا، تو ایک ایسا محل دیکھا جو اوپر سے نیچے تک ریشم کے پردوں سے آراستہ تھا۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ محل کس کے لیے ہے؟ عرض کی: یہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ہے۔[1]

ان ہی مشاہدات میں سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے محل کا مشاہدہ ہے، چنانچہ حضور پر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا، تو ایک محل دیکھا، میں نے پوچھا: یہ کس کے لیے ہے؟ فرشتوں نے عرض کی: یہ حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے ہے۔ میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، تو مجھے تمہاری غیرت معلوم ہونے نے روک لیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں، اے اللہ کے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! کیا میں آپ پر غیرت کھاؤں گا؟[2]

جہنم کا مشاہدہ اور جہنمیوں کے اَحوال:

جنت کی سیر کے بعد جہنم کے مشاہدات تھے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جنت میں تھے اور جہنم کا پردہ آپ کے سامنے کھول دیا گیا اور مالکِ جنّت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جنت میں رہتے ہوئے جہنم کے اندر کے معاملات دیکھے۔[3]

جہنم کے مشاہدات میں مختلف گناہوں کے سبب مختلف عذاب ہونے کا تذکرہ ہے:

چنانچہ **سود کھانے والوں کے بارے میں** سرکار دوعالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے پیٹ گھروں کی طرح (بڑے) تھے اور ان کے اندر سانپ تھے جو ان کے پیٹوں سے باہر نظر آرہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ

1...۔ (الریاض النضرہ، 110/02، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

2...۔ (صحیح البخاری، 117/04، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

3...۔ (دلائل النبوۃ، 395/02، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

www.dawateislami.net

سود کھانے والے ہیں۔[1]

فرض نماز کو بوجھ سمجھنے والوں کے متعلق مشاہدہ کیا، چنانچہ فرمایا: پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے سروں کو کُچلا جارہا تھا۔ ایک بار کچلے جانے کے بعد وہ دوبارہ اپنی حالت پر لوٹ آتے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: ان لوگوں کے سَر فرض نماز کی ادائیگی کے لیے اٹھنے سے بھاری ہو جاتے تھے۔[2]

طعنے دینے اور غیبت کرنے والے افراد کا مشاہدہ کیا، چنانچہ فرمایا: جب مجھے معراج کروائی گئی، تو میں کچھ ایسی عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا، جنہیں ان کی چھاتیوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہ منہ پر عیب لگانے والے اور پیٹھ پیچھے برائی (یعنی غیبت) کرنے والے ہیں۔[3]

الغرض! حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ کروایا گیا اور پھر آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اِسے امت میں بیان فرمایا تاکہ امت جنت کی طرف لے جانے والے کام کرے اور جہنم میں لے جانے والے کاموں سے بچے۔

دورانِ معراج انبیائے کرام علیہم السلام سے ہونے والی گفتگو:

حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بھی گفتگو ہوئی کہ جس کا تذکرہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معراج کی رات میری حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے کہا: اے محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام دیجیے گا اور انہیں خبر دیں کہ جنت پاکیزہ مٹی اور میٹھے پانی والی ہے، بیشک وہ ایک سیدھی اور صاف زمین ہے اور اس کی کاشت کاری "سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ" ہے۔[4]

1...(سنن ابن ماجة، 763/02، ط: دار احياء الكتب العربيه)

2...(تفسیر روح البیان، 109/05، ط: دار الفکر، بیروت)

3...(شعب الایمان، 765/05، ط: دار الکتب العلمیه، بیروت)

4...(جامع الترمذی، 387/05، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام سے ایک سے زائد دفعہ گفتگو فرمائی، کہ جب آقا کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز کا تحفہ لے کر واپس آئے، تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی عرض پر آپ دوبارہ بغرضِ تخفیف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، چنانچہ تخفیف کا سلسلہ، بارگاہِ الٰہی میں بار بار واپسی اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام سے ہم کلام ہونا، کتب حدیث میں مذکور ہے۔ نیز جب نمازیں پانچ رہ گئیں، تو رب عزوجل نے فرمایا: اے حبیب! ہماری بات بدلتی نہیں ہے، تمہاری امت نمازیں پانچ پڑھے گی، لیکن ہم ثواب پچاس کا عطا کریں گے۔[1]

ایک دلچسپ نکتہ:

یہاں ایک بڑا دلچسپ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام سے کی گئی کثیر باتیں قرآن میں بیان فرمادی، لیکن جو نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے باتیں ہوئی ہیں، وہ قرآن میں بیان نہیں فرمائیں۔ صرف احادیث کریمہ میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے چند باتوں سے پردہ اٹھایا، جبکہ خاص راز و نیاز والی باتوں کے متعلق قرآن مجید میں اتنا فرمایا: ﴿فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى﴾ ترجمہ: پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی، جو اس نے وحی فرمائی۔[2]

اس کی حکمتوں میں سے دو حکمتیں واضح ہیں:

(۱) ایک حکمت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام سے جو گفتگو تھی، وہ مختصر تھی اور وہ دنیا کے عام معمول کے اوقات کے مطابق تھی کہ جتنی دیر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام مصر کے راستے میں یا کوہ طور پر شرفِ کلام پاتے رہے، اتنا ہی وقت کلام کیا، جو چند منٹ تھے یا چند گھنٹے، لیکن حضور سید المرسلین علیہ صلوات ربِّ العالمین سے رب کریم نے جو باتیں فرمائیں، وہ مختصر نہیں تھیں، کیونکہ معراج والی رات ظاہر میں تو چند لمحے تھے، لیکن اپنی حقیقت کے اعتبار سے وہ ہزاروں سالوں پر مشتمل تھے، کیونکہ اُس رات جس ترتیب اور تسلسل سے سفر ہوا، اس کے لیے ہزاروں برس چاہییں، تو جب اس پورے سفر کا بنیادی

---

1 ...۔ (صحیح البخاری، 78/01، ط: دار طوقِ النجاۃ، بیروت)

2 ...۔ (پ27، النجم: 10)

مقصد خدا تعالیٰ سے کلام و دیدار تھا، تو اندازہ کیجیے کہ خاص اس کلام و مناجات کے لیے سفر کا کتنا حصہ مختص ہو گا اور کیا کیا کلام ہوا ہو گا۔ شاید اُس کلام کے لیے کروڑوں صفحات بھی کافی نہ ہوں۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے	وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے جو گفتگو ہوئی اس کا بہت سا حصہ اُن اشیاء کے بارے میں نہ تھا، جن کا علم عام لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ مخلوق کو فرمایا گیا: ﴿وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا﴾ ترجمہ: (اے لوگو!) تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔[1] وہاں کی گفتگو اَسرارِ الٰہیہ اور مَعارفِ رَبَّانیہ پر مشتمل تھی، وہ ایسے علوم تھے کہ ہم جیسے عام لوگ اس کے لائق ہی نہیں، لہٰذا اسے قرآن پاک میں بیان نہیں کیا گیا، ہاں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے مقربین صحابہ اور اولیائے امت کو اس کا جو حصہ عطا فرمایا، وہ جدا چیز ہے۔

واقعہ معراج سے ملنے والے اسباق

واقعہ معراج میں کئی اسباق ہیں:

ایک سبق یہ ہے کہ سفر معراج میں نبی پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان کا اظہار ہے، جس کا تقاضا ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ہماری محبت کا تعلق مضبوط ہونا چاہیے۔ وہ پیارے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہ جنہیں ہمارے درمیان بھیج کر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا﴾ ترجمہ: بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مَبعوث فرمایا۔[2] خدا کے سب سے بڑے احسان یعنی رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبت، ان کے لیے جان و مال کی قربانی کا جذبہ، ان کی تعظیم و تکریم ہمارے دلوں میں اپنی جان اور اولاد، بلکہ پوری کائنات سے بڑھ کر ہونی چاہیے۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ جب خدا نے ہمیں اتنی عظمتوں والے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا امتی بنایا

---

1 ...پ15، بنی اسرائیل: 85

2 ...پ04، آل عمران: 164

ہے کہ جنہیں خدا نے تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑا معجزہ عطا فرمایا، تمام نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی، جن کی نسبت سے ہمیں بہترین اُمَّت کا لقب ملا، جن کے صدقے ہمیں "شھداء اللہ فی الارض" (زمین میں اللہ کے گواہ ہونے) کا شرف ملا، تو یقیناً اُس پیارے، عظیم نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے امتی ہونے کی ہمیں بھی لاج رکھنی چاہیے اور لاج رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہمارا عمل دینِ نبوی کی شان بلند ہونے کا ذریعہ بنے، ہمارے کردار سے ہمارے آقا و مولا صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بڑھے اور جس مقصد کے لیے شبِ اَسریٰ کے دولہا، تاجدارِ انبیاء صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے ہیں، اُس مقصد کو پورا کیا جائے اور وہ مقصد رب عزوجل نے قرآن میں بیان فرمایا: ﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا، مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔[1]

تیسرا سبق یہ ہے کہ سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جَنَّت کے مشاہدات بیان فرمائے ہیں، جن میں ہمارے لیے ترغیب و تشویق ہے کہ اگر تم اچھے عمل کرتے ہو، عبادت و ریاضت کی زندگی گزارتے ہو، خالق و مخلوق کے حقوق ادا کرتے ہو اور احکام شرع کی اتباع کرتے ہو، تو تمہارے لیے یہ محلات ہیں، جنت کی نہریں ہیں، جنت کے ٹھنڈے میٹھے مشروبات ہیں، جنت کی نعمتیں ہیں، لہذا جنتی مشاہدات والی نعمتوں کی طرف رغبت کی جائے۔

چوتھا سبق یہ ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جَہَنَّم کا مشاہدہ کیا اور اُن مَعاصی و اَعمال کی نشان دَہی فرمائی، جو معاذ اللہ جہنم میں جانے کا سبب ہیں، جس میں جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، کسی کا دل دُکھانا، نمازیں ترک کرنا، سود کھانا اور بدکاری کرنا وغیرہا گناہوں کا بیان ہے۔ معراج کا سبق یہ ہے کہ ان تمام گناہوں سے ہمیشہ دور رہا جائے اور معاذ اللہ کوئی مرتکب ہو، تو سچے دل سے توبہ کرکے خود کو عذابِ نار سے بچانے کی کوشش کرے۔

پانچواں سبق یہ ہے کہ اِس سفر سے واپسی پر بارگاہِ بے نیاز سے پیارے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نماز کا تحفہ لے کر آئے، جس کی عظمت نہایت واضح ہے کہ عبادت و شریعت کا ہر حکم اللہ تعالیٰ نے زمین پر دیا،

---

1 ...پ05، النساء: 64)

لیکن نماز کا حکم عطا فرمانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو عرش پر بلایا، لہٰذا اس تحفے کی بہت زیادہ قدر کی جائے اور نماز کو زندگی کا ایسا حصہ بنالیا جائے، جیسے کھانا پینا ہماری زندگی کا حصہ ہے۔ جیسے ہم کھانے پینے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے، ایسے ہی ہماری کیفیت یہ ہونی چاہیے کہ نماز کے بغیر بھی ہماری زندگی ہمیں مشکل لگے، نماز نہ پڑھیں، تو ہمیں اسی طرح بے قراری ہو جائے، جس طرح کھانا نہ کھانے کی وجہ سے بے قراری ہوتی ہے یا جیسے پیاس کے وقت پانی نہ ملنے سے ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ نماز عملی طور پر ہماری روح کی غذا بن جائے۔

ہم نے تو بہت اِختصار سے واقعہ معراج کے چند نکات بیان کیے ہیں۔ اِس کے علاوہ بھی بہت سے واقعات ہیں، جو اس رات پیش آئے، ان کی تفصیل، اِس بارے میں لکھی گئی کتب سے پڑھی جاسکتی ہے۔

دُعا: اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی محبت سے ہمارے سینوں کو معمور فرمائے، سچی پیروی کی توفیق دے اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی امت سے بے پناہ محبت و شفقت کے صدقے ہماری بے حساب بخشش فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الامین** صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی عزوجل	مکتبۃ المدینہ، کراچی
2	تفسیر البیضاوی	ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
3	تفسیر نیشاپوری	نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
4	تفسیر الطبری	ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
5	تفسیر روح البیان	الشیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ	دار الفکر، بیروت
6	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ	دار طوق النجاۃ، بیروت
7	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
8	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ	دار الغرب الاسلامی، بیروت
9	سنن النسائی	امام أبوعبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ	المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، مصر
10	سنن ابن ماجۃ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزد ابن ماجۃ	دار احیاء الکتب العربیہ
11	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
12	المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	دار الحرمین، القاھرہ
13	دلائل النبوۃ	احمد بن حسین بن علی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
14	الریاض النضرہ	امام احمد بن عبداللہ طبری رحمۃ اللہ علیہ	دار الغرب الاسلامی، بیروت
15	شرح الزرقانی علی المواھب	محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ علیہ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
16	فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	رضا فاؤنڈیشن، لاھور
17	بھار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ المدینہ، کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”حدیث پاک“

نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: معراج کی رات میری حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃ والسَّلام سے ملاقات ہوئی، تو انہوں نے کہا: اے محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام دیجیے گا اور انہیں خبر دیں کہ جنت پاکیزہ مٹی اور میٹھے پانی والی ہے، بے شک وہ ایک سیدھی اور صاف زمین ہے اور اس کی کاشت کاری ”سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ“ ہے۔

(جامع الترمذی، 05/387، ط: دار الغرب الاسلامی، بیروت)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net